قرآن اور دعوت انقلاب

مؤلفہ

مولانا محمد علی۔ ایم۔ اے (کینٹب)

ایک دفعہ راقم الحروف کے ہاں بہت سے افراد جمع تھے۔ انہی میں لالہ لاجپت رائے بھی تھے۔ وہ باتوں باتوں میں کہنے لگے کہ یہ مولوی صاحب، میری سمجھ میں ایک بات نہیں آتی کہ جس قوم کے پاس نماز اور زکوٰۃ جیسے دو عدیم المثال ادارے (institutions) ہوں۔ وہ قوم کیوں ذلیل و خوار ہو؟

راقم الحروف نے عرض کیا ــــ "لالہ صاحب :۔

سطوتِ توحید قائم جن نمازوں سے ہوئی
وہ نمازیں ہند میں نذرِ برہمن ہوگئیں"

اور میرا ذہن اس آیت کی طرف منتقل ہوا :۔

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ

نماز اور زکوٰۃ بے شک بے مثل ادارے ہیں۔ بشرطیکہ وہ خدا کے لیے ہوں اور نفاق و ریا سے پاک ہوں۔ ورنہ ان کی مثال جگنو کی سی ہے کہ اس میں چمک تو ہوتی ہے، مگر گرمی نہیں ہوتی۔ جو سردی میں کام دے سکے۔

قصہ مختصر صلوٰۃ کے تین حصے ہیں :۔

اول: قرآنِ حکیم کی تلاوت۔ یعنی احکام الٰہی کو پڑھنا، سمجھنا اور ان پر غور کرنا۔ اس لیے اکثر آئمہ مجتہدین اس طرف گئے ہیں کہ ہر مسلمان پر فرض ہے کہ نماز میں وہ جو کچھ پڑھتا ہے اس کا مفہوم پوری طرح سے سمجھے۔ اسی لیے امام ابو حنیفہؒ کی یہ رائے ہے کہ جو شخص عربی نہیں جانتا وہ فارسی میں (کیونکہ اس وقت عجمی مسلمانوں کی زبان فارسی ہی تھی) نماز پڑھ سکتا ہے، گویا وہ اپنی مادری زبان میں نماز ادا کر سکتا ہے۔ اور امام شافعیؒ کی یہ رائے ہے کہ ہر مسلمان پر اتنی عربی پڑھنا فرض ہے کہ جس سے وہ نماز اور قرآن کو سمجھ سکے :

دوئم :۔ اظہارِ عبودیت۔ یعنی اے الٰہ العالمین ہم نے تیرا حکم سنا اسے سمجھا

اور اس کی اطاعت کا حتمی وعدہ کرتے ہیں۔ اس لیے نماز کے لیے خلوصِ نیت شرط ہے۔ یعنی یہ کہ اطاعتِ الٰہی کا عزم مصمم اپنے قلب میں پیدا کر کے خدا کے دربار میں حاضر ہونا۔

نفسیات کے ماہرین سے یہ امر پوشیدہ نہیں کہ اس سے ایک طرف تو توکّل علی اللہ کی وجہ سے جماعت میں اپنے مقاصد کے حصول کے لیے ناقابلِ تسخیر عزم پیدا ہو جاتا ہے۔ دوسری جماعت فدائیت و فدویت کی اِس منزل پر پہنچ جاتی ہے۔ کہ وہ خدا کا ہاتھ بن جاتی ہے۔ اور مشیتِ ایزدی اس سے وہ کام لے سکتی ہے جو اسے حق پرست جماعت سے لینا منظور ہوتا ہے۔

سوئم: ۔قیامِ جماعت و اطاعتِ امام یا امیر۔ اس کے دور رس نتائج کا اعتراف دوست و دشمن دونوں نے کیا ہے۔ اور ہم اوپر کئی مثالیں بھی پیش کر آئے ہیں:

اِس لیے حدیث شریف میں صلوٰۃ کی عبارت کو روح سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔ پھر اسے غایت الغایات فرمایا یا پھر فرمایا کہ

"قرۃ العینی فی الصّلوٰۃ"۔ میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں ہے"۔

قرآن حکیم نے بھی فرمایا:۔

واستعینوا بالصّبر والصّلوٰۃ : "اور ہر مشکل میں صبر اور صلوٰۃ سے (البقرۃ) حق تعالیٰ کی مدد طلب کرو"۔

نماز با جماعت مسلمانوں کی زندگی کا پورا خاکہ پیش کرتی ہے۔ مسلمانوں کی جماعتی زندگی کی تشکیل کرتی ہے۔ اس کے لیے بہترین تربیت گاہ ہے۔ اتحاد و یگانگت اخوت و مساوات، جماعتی روح اور یک جہتی پیدا کرنے کے لیے یہ ایک عدیم المثال حربہ ہے:۔

Marfat.com

جماعت کی تشکیل ہو چکی۔ اب اس کے لیے جہاد فی سبیل اللہ کی راہیں کھل گئیں اور وہ جماعتِ حقہ تمام جماعتی اوصاف سے متصف ہو کر میدانِ عمل میں نکل آئی۔ اس کے لیے آمدنی کے ایک ایسے ذریعے کی ضرورت ہے جو نماز کی طرح تمام جماعتی فوائد پیدا کرے اور جماعت کی مالی ضروریات کا بھی کفیل ہو۔ اسے جماعتی اصطلاح میں "بیت المال" کہا جاتا ہے۔ اس کے لیے زکوٰۃ اور مالی عبادات میں افضل ترین عبادت قربانی ہے۔ کیونکہ قربانی سے درحقیقت وہ روح پیدا ہوتی ہے۔ جو ہر قسم کے مالی ایثار اور زکوٰۃ کی محرک ہوتی ہے۔ کیونکہ قربانی اس بیعت کی تجدید و توثیق ہے جس کا ذکر ہم اوپر سورۃ توبہ والی آیت اِنّ اللہ اشتری۔ الایتہ کے ضمن میں کر آئے ہیں۔ قربانی انسان کو حیات اجتماعی کا وہ گر سکھلاتی ہے۔ کہ اسلام کی ابتدا تو صلوٰۃ ہے۔ اور انتہا حضرت ابراہیمؑ کی چھری اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی گردن ہے۔ چنانچہ اسلام نے نماز کی طرح قربانی کو بھی اللہ کے لیے مخصوص کر کے اسے جماعتی رنگ دے دیا۔ جس سے نفسیاتی طور پر جماعت میں جماعتی قربانی کی روح پیدا ہو جاتی ہے۔ گویا نماز اور قربانی انسانوں کو سکھلاتی ہے کہ وہ جئیں تو اللہ کے لیے اور مریں تو اللہ کے لیے۔

بالجملہ اس آیت نے اس امر کی توضیح کر دی کہ موجودہ زمانے میں بھی اسلامی جماعت کی تشکیل کن اصولوں پر ہونی چاہیئے۔ اگر مسلمان زندہ رہنا، دنیا میں سربلند و ممتاز ہونا اور اعدا پر غلبہ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو اس کی ایک ہی صورت ہے کہ وہ نماز اور قربانی کی روح کو تازہ کریں۔ اور ایک سچا اسلامی نظام قائم کرنے کے لیے جدوجہد کریں

مصلحت دیدن آنست کہ یاراں ہمہ کار
بگزارند و تمم طرۂ یارے گیرند

لیکن افسوس کہ اسلامی نظام کو قائم کرنے کی بجائے مسلمان اپنی تمام طاقتیں نظامِ باطل کی تقویت و تائید میں یا اس کی تقلید میں ویسی ہی جماعتیں بنانے میں صرف کر رہے ہیں۔ ان کی تمام جماعتیں کفار کی جماعتوں کا چربہ ہے۔ ان کا نظام کار وہی ہے جو کفار کی جماعتوں کا ہے۔ سیاسی، جماعتی اور اخلاقی نقطہ ہائے نظر بھی وہی ہیں جو ان جماعتوں کے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ان کی مساعی بھی ویسے ہی برگ و بار لا رہی ہے جیسے ان کافرانہ جماعتوں کی مساعی۔ پھر یہ شکوہ کہ ہم مسلمان ہیں اور خدا کے برگزیدہ ہونے کے باوجود کیوں ذلیل ہو رہے ہیں۔

اور ہے تیرا شعار، آئینِ ملّت اور ہے
زشت روئی سے تری آئینہ ہے رُسوا ترا
کعبہ پہلو میں ہے اور سودائی بت خانہ ہے
کس قدر شوریدہ سر ہے شوقِ بے پروا ترا

جب مسلمان قرآن کی دعوت پر لبیک کہہ کر اپنی جماعتی زندگی کی قرآنِ حکیم کے مقرر کردہ اصولوں کے مطابق تعمیر شروع کر دیں گے اور قرآن و سنّت ہی کو اپنا ہادی و رہنما تسلیم کر لینگے تو ممکن نہیں کہ وہ سربلند اور ممتاز نہ ہوں اور ان کا دشمن مغلوب ہو کر بالکل پامال نہ ہو جائے۔ اور یہی مفہوم ہے۔

اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَر "یقیناً تیرا دشمن ہی بے نام و نشان ہو جائیگا"

یہاں اس امر پر غور کرنا چاہیئے کہ شانئ سے کیا مُراد ہے؟ شانئ کے معنی جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں، لغتِ عرب کے مطابق، بغض رکھنے والا۔ نفرت کرنے والا، دُشمن، بیری، عداوت رکھنے والا، کے ہیں۔ کیا اس لفظ کے تحت میں صرف کفارِ قریش مثلاً عقبہ بن ابی معیط۔ عاص بن وائل۔ ابولہب، ابوجہل وغیرہم ہی شامل ہیں یا اس کا اطلاق بہت وسیع ہے۔

Marfat.com

یہ ظاہر ہے کہ اگر اس آیت کی چہار گونہ طاقت کو ایک پلڑے میں رکھا جائے اور دوسرے میں اِن کفارانِ قریش کی طاقت کو تو اس آیت کا پلڑا بہت بھاری رہے گا۔ اور جیسا کہ ہم اوپر تصریح کر آئے ہیں۔ کسی آیت کا شانِ نزول خاص ہوسکتا ہے لیکن اس کا حکم عام ہوتا ہے۔ تاوقتیکہ خود قرآن حکیم اس کے معنی کی تحدید نہ فرمائے۔ یہاں تحدید کا کوئی خاص قرینہ موجود نہیں۔ اس لیے اِس آیت کا مفہوم بالکل عام ہے۔ اور اس کا اطلاق آپ صلعم کے تمام اعدا اور مخالفین پر ہوتا ہے۔ گویا اِس سورۃ مبارکہ میں آپ کے تمام دشمنوں کی مکمل تباہی کا اعلان کیا گیا ہے۔ اور یہ اعلان صرف آپؐ کی حیاتِ مبارکہ تک ہی محدود نہ تھا۔ بلکہ اسی میں بطور ایک حتمی واقعہ کے یہ بتلایا گیا ہے کہ اب بقائے دوام کی صرف ایک ہی راہ کھلی ہے اور وہ محمد رسول اللہ صلعم کے اتباع کی راہ ہے اور تا قیامِ قیامت اللہ کا عذاب آپ کے دشمنوں کو عاص بن وائل، ابولہب، ابوجہل وغیرہم کی طرح ملیا میٹ کرتا رہے گا اور آپ کا نام نیک ایسا بلند ہوگا اور آپ کی عظمت اس درجہ بڑھے گی کہ دوست دشمن سب تسلیم کرلیں گے کہ:۔

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اس امر سے انکار نہیں ہوسکتا کہ پیشین گوئی حرف بحرف پوری ہوئی کیونکہ آپؐ کے ذکرِ جمیل کو جو رفعت نصیب ہوئی۔ وہ آج تک کسی پیغمبر، کسی بادشاہ، کسی مصلح، کسی فلسفی یا سپہ سالار کو نصیب نہیں ہوئی۔

دنیا میں بہت سے بانیان مذاہب گزرے ہیں جن کے پیروؤں کی تعداد کروڑوں تک پہنچتی ہے۔ لیکن ان میں سے نہ تو کسی کی صحیح تعلیمات اور نہ ہی کسی کے صحیح حالات ہم تک پہنچے ہیں۔ برخلاف اس کے ہمارے ہادیٔ برحق صلعم کی تعلیمات بحرفہٖ من وعن موجود ہیں اور آپ کے حالات تو اس قدر وسعت اور تفصیل

Marfat.com

سے محفوظ ہیں۔ کہ ایک انگریز مصنف بے اختیار پکار اٹھتا ہے کہ:

"محمدؐ دنیا کے معروف ترین انسان ہیں"۔ (محمدؐ اینڈ محمدؐ ازم۔ باسورتھ سمتھ)

پھر دیکھئے کہ لاکھوں مساجد میں کیونکر روزانہ پانچ وقت

اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰہ"۔

"میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں"

کی آواز بلند ہو کر آپ کی رفعتِ شان اور آپ کے دشمنوں کی ناکامی اور تباہی کا اعلان کرتی ہے۔ آپ کا نام نامی جب لیا جاتا ہے تو ہر مسلمان اسے سُنکر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کہتا ہے۔ آپ کی نعت ہر منبر پر، ہر مسلم واعظ کی زبان پر، ہر مسلم مصنف کے قلم پر جاری ہے۔ ہر زمانے میں بڑے بڑے جادو بیان شعراء نے آپ کی تعریف اور مدحت کیلیے اپنی زندگیاں وقف کر دیں ہیں۔

حضرت حسان بن ثابت فرماتے ہیں:۔

وشق لہ من اسمہ لیجلہ قذ والعرش محمودٌ وھذا محمّد

اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نام کے دو حصے کر کے اس کا نام رکھا، تاکہ اسے روشن کرے کیونکہ عرش کا مالک محمود ہے اور یہ محمد ہیں"۔

یہی نہیں۔ بلکہ آپؐ کا ہر امتی جو نیکی بھی کرتا ہے، مثلاً نماز پڑھتا ہے۔ روزہ رکھتا ہے، زکوٰۃ دیتا ہے۔ علم کی تحصیل کرتا ہے۔ یا تعلیم دیتا ہے۔ خیرات وصدقات دیتا ہے۔ یا مالی عبادات بجالاتا ہے۔ الغرض توکّل یا خشیّت وانابت یا تقویٰ یا محبت ومعرفتِ الٰہی میں سرشار ہو کر وہ کسی قسم کا نیک کام کرتا ہے تو جہاں اسے ہر نیکی کا دس گنا اجر ملتا ہے۔ وہاں رسول اکرم صلعم کو بھی اس کے برابر اجر ملتا ہے اس لیے آپؐ کے لیے نہ صرف دنیا میں ہر وقت ازیادِ عزت ہے بلکہ اخروی مدارج میں

بھی ہر وقت اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ اب ہم اس کا فیصلہ حق وانصاف پر چھوڑتے ہیں کہ کیا اس سے زیادہ رفعتِ ذکر کسی کے وہم وگمان میں آسکتی ہے؟۔ اسی پر بس نہیں، بلکہ آپ کے خُدّام اور متبعین کو جو غیر فانی شہرت نصیب ہوئی۔ وہ بڑے سے بڑے بادشاہوں کے حصّے میں نہیں آئی۔

ایک جرمن مورّخ (Sentedh) نے لکھا ہے کہ:۔

"بلالِ حبشی دنیائے تاریخ میں سکندرِ اعظم سے زیادہ مشہور و معروف ہیں"

اقبال علیہ رحمۃ نے اسی واقعہ کو ایک بہت ہی خوبصورت قطعہ میں نظم کیا ہے جس کا مطلع اور مقطع نقل کرنے پر ہم اکتفا کرتے ہیں۔

لکھا ہے ایک مغربی حق شناس نے — اہلِ قلم نے جس کا بہت احترام کیا

اقبال کس کے عشق کا یہ فیض عام ہے — رومی فنا ہوا حبشی کو دوام ہے

اس امر کا ثبوت آنحضرت صلعم کی بعثت کے بعد کامیابی و کامرانی کا انحصار آپؐ ہی کے اتباع میں ہے۔ اور کوئی شخص کبھی خواہ وہ کافر ہو مسلمان ہو عیسائی ہو یا یہودی، دہریہ ہو یا کمیونسٹ جب تک وہ دانستہ یا نادانستہ ان اصولوں کی پیروی نہیں کرے گا جو آنحضرت صلعم نے بنی نوع انسان کی فلاح و نجات کے لیے پیش کیے ہیں، ترقی نہیں کرسکتا۔ تاریخ کا ایک ہلکا سا مطالعہ بتاتا ہے

چنانچہ اسلام کے بعد جتنی اصلاحی تحریکیں مختلف مذاہب میں شروع ہوئیں ان سب کی تہ میں اسلام کا اور آنحضرت صلعم کا اثر کام کر رہا ہے۔ چنانچہ لوتھر کی پوپ کے خلاف بغاوت اور پروٹسٹنٹ مذہب کی تحریک اسلامی تعلیمات کا اثر و نتیجہ تھی۔ اسی لیے پوپ نے جب لوتھر کے خلاف اس کے "مجددانہ خیالات" کی بنا پر کفر و الحاد کا فتویٰ دیا تو اسے "محمدی کتا" کا خطاب دیا گیا۔ ہندوستان میں

Marfat.com

( ) بھگت کبیر اور بابا گرو نانک کی مصلحانہ تحریکات براہِ راست اسلام سے ماخوذ تھیں۔ بابا گورو نانک صاحب کے جبّے کے اِرد گِرد سورۂ فاتحہ، سورۂ اخلاص اور آیۃ الکرسی کڑھی ہوئی ہے اور گرنتھ صاحب میں جابجا لکھا ہے کہ "کلمہ محمدی کے بغیر انسان کا کوئی عمل مقبول نہیں ہوسکتا"۔

راجا رام موہن رائے نے کلکتہ میں جب اپنی اصلاحی تحریک "برہمو سماج" شروع کی تو ان پر پنڈتوں نے سب سے بڑا الزام یہی لگایا کہ "یہ مسلمان ہوگیا ہے اور اسلام کی بدعات ہندو مذہب میں رائج کرنا چاہتا ہے۔ علی ہذا القیاس انگلستان میں مخلصین ( ) کی تحریک۔ امریکہ میں مارمن (mormon) اور ایران میں "بہائی تحریک اسلام ہی کی کنوڈی ہیں۔ پچھلی صدی کی میڈم بلیوٹسکی۔ (Madam Blustsky) کی تھیاسفی کی تحریک پر اسلامی اثر اس قدر نمایاں ہے کہ اس سے کوئی صاحبِ بصیرت انکار نہیں کرسکتا۔ اسی طرح ہندوستان کی آخری اصلاحی تحریک "یعنی آریہ سماج" نے اصولِ توحید وغیرہ اسلام ہی سے لیے اور انہیں ہندو مذہب کی گرتی ہوئی دیوار کو تھامنے کے لیے استعمال کیا۔ چنانچہ آریہ سماج کے موجودہ زمانے کے سب سے بڑے پرچارک سوامی شردھانند نے خود راقم الحروف سے میرے ایک سوال کے جواب میں کہ انھوں نے کیوں "شدھی" کا، فتنہ کھڑا کیا ہے؟" کہا کہ "کون کہتا ہے کہ ہم مسلمانوں کو شدھ کرتے ہیں، مسلمان تو مجسم شدھ ہوتا ہے۔ ہم نے تو توحید خود اسلام سے سیکھی ہے۔ اس لیے ہم مسلمانوں کو کیوں کر توحید کا درس دے سکتے ہیں۔ ہم تو اُن نام نہاد مسلمانوں کو شدھ کرتے ہیں جن کا ہر گلی میں ایک خُدا ہے"۔

اب سیاسی اور علمی تحریکات ہی کو لیجئے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ انگلستان

Marfat.com

میں کنگ جان (Ramsay) کامل طور پر اسلام اور اندلسی عربوں کی تعلیمات اور اثرات کا نتیجہ تھی۔ اسلام نے ہی یورپ کے دورِ مظلمہ کا خاتمہ کیا اور بقول مورخ لیکی (Lecky) اسلام نے ہی یورپ کو شائستہ اخلاق اور شاعری سے روشناس کرایا۔ اکثر مغربی مورخین مثلاً ڈاکٹر ڈریپر (DRAPER) نے اپنی مشہور کتاب "یورپ کے ذہنی ارتقاء کی تاریخ" (The History of Intellectual) میں موسیو لی بان نے اپنی شہرہ آفاق کتاب "تمدنِ عرب" میں اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ "آنحضرت صلعم کی تعلیمات کے اثرات آپؐ کے بعد کی تمام مذہبی اور سیاسی اور علمی تحریکات پر نقش ہیں اور انسانی تاریخ میں کسی شخص نے بھی ایسا گہرا اور ان مٹ نقش نہیں چھوڑا جیسا کہ آنحضرت صلعم نے۔ اس امر سے انکار نہیں ہو سکتا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلعم کا دور تاریخ میں بمنزلہ چرخی ایک ایسے دور کے ہے جس نے انسان اور اس کی ترقی کی روش ہی کو بدل ڈالا۔ انسانی تہذیب و تمدن کا کوئی شعبہ ایسا نہیں ہے جس پر آپ صلعم کا نقش ثبت نہ ہو۔ ہم نے بخوف طوالت ان کتابوں سے اقتباس کیا ہے۔ ورنہ ہم اپنے مقصد سے بہت دور جا پڑتے۔

غوض اللہ تعالیٰ کی اس پیشین گوئی کی صداقت تاریخ کا ہر ورق کر رہا ہے کہ دنیا کی سیادت و امامت حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے لیے مخصوص ہے اور دنیا کی کوئی قوم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قیادت سے بے نیاز ہو کر ترقی نہیں کر سکتی۔ اور دانستہ یا نادانستہ آپ ہی کے نقش قدم پر چل کر بڑھ سکتی ہے۔ جس طرح دنیا کا کوئی انسان یا قوم قوانین طبعی (

) سے بے نیاز نہیں ہو سکتا اور چار و ناچار انہیں کی پیروی کرتا ہے

Marfat.com

اِسی طرح محمدالرسول اللہ صلعم کے تبلائے ہوئے مدنیّت کے اصول و قوانین حقائقِ ابدی ہیں اور فطرت کے ردحانی یا اخلاقی قوانین (SRIOAL OR MORAL LAWS) ہیں جن کی متابعت ہر قوم کے لیے چاردنا چار ضروری ہے۔ اور جو قوم ان سے اعراض کرتی ہے۔ وہ خود اپنی تباہی کے سامان پیدا کرتی ہے۔ اقبال نے کیا خوب کہا ہے ؎

حقائقِ ابدی پر اساس ہے اس کی
یہ زندگی ہے، نہیں ہے طلسم افلاطون

اگر موجودہ زمانہ کی تحریکات کو لیا جائے۔ تو جو تحریکیں بہت مقبول ہوئی ہیں۔ ان میں گاندھی جی کی اہنسا کی تحریک ہے جس میں انھوں نے موجودہ مغربی نظام کو شیطانی نظام قرار دے کر اس کے خلاف بغاوت کی تعلیم دی ہے چنانچہ انھوں نے اپنی مشہور کتاب "ہندسوراج" (INDIAN SWARAJ) میں انھوں نے اس امر کی صاف تصریح کی ہے۔ کہ حضرت محمدؐ کی تعلیم سے وہ اس نتیجہ پر پہنچے ہیں۔ کہ موجودہ نظام ابلیسی نظام (SATANIC SYSTEM) ہے۔ پھر راؤنڈ ٹیبل کانفرنس کو جاتے وقت آپ سے پوچھا گیا۔ کہ آپ اکیلے کیوں جارہے ہیں تو آپ نے کہا کہ "میں قرآن، گیتا اور "سیرالنبی" مصنفہ مولانا شبلی اپنے ساتھ لیے جارہا ہوں۔ محمد (صلعم) میری ہر مشکل میں رہنمائی کریں گے۔

اِسی طرح ۱۹۳۵ء میں جب کانگریسی وزارتیں برسراقتدار آئیں۔ تو انھوں ایک مکتوب مفتوح میں تمام وزرا کو نصیحت کی کہ۔

"رام اور کرماجیت کی حکومتیں تو اب افسانہ بن چکی ہیں اسلیے میں تم سے نہیں کہتا کہ تم رام اور کرماجیت کی پیروی کرو بلکہ میں تم سے یہ کہوں گا کہ تم ابوبکر اور عمر کو مشعلِ راہ بناؤ جن سے

Marfat.com

بہتر حکومت آج تک کسی نے نہیں کی۔" (انتہیٰ ملخصاً)

اور ابوبکر و عمر کون تھے؟ — محمد الرسول اللہ کے خُدّام۔

ہندوستان میں ایک اور نئی تحریک چلی، جسے "مہر بابا کی تحریک" کہا جاتا تھا۔ مہر بابا کی تحریک براہِ راست مشکوٰۃ نبوت سے مستنیر ہوئی۔ اور گو اس کے مرید اب تسلیم نہ کریں۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ مہر بابا برسوں درود شریف کا ورد کرتے رہے اور اس کی بدولت انھیں تھوڑی روشنی حاصل ہوئی۔

اب روس ہی کو لیجئے کارل مارکس کی تعلیمات اور لینن کی تصریحات پر اسلام کا اثر بالکل صاف ہے۔ چنانچہ لینن کے بہت بڑے معتقد (RADEK) نے کہا کہ — "ہم لینن کی سب سے بڑی تعریف یہ کر سکتے ہیں کہ اسے [illegible] صدی کا محمدؐ کہیں۔"

پھر وہی مصنف لکھتا ہے:۔

"محمدؐ کا سب سے بڑا تعمیری دماغ (CONSTRUCTIVE BRAIN) تھا۔"

روسی نظام نے نکاح اور طلاق کے مسئلوں میں شروع شروع میں بہت سخت ٹھوکر کھائی تھی۔ اور آزادی کے جنون میں نکاح کو معاشرت انسانی کیلئے غیر ضروری ٹھہرایا تھا۔ مگر بہت جلد روسی حکومت کو بھی وہی قانون نکاح و طلاق نافذ کرنا پڑا جو اسلام نے آج سے چودہ سو سال پہلے نافذ فرمایا تھا۔ خود عیسائی اور ہندو مجبور ہو گئے تھے کہ نکاح و طلاق کے اسلامی قوانین کو ایک حد تک اپنا لیں ورنہ ان کی سوسائٹی بالکل برباد ہو جاتی۔ یورپ کی ہر دل عزیز تحریک موسوم بہ فری لو (FREE LOVE) کے بنیادی اصول وہی ہیں جو اسلام نے چودہ سو سال پہلے پیش کیے تھے۔ لیکن ان سب نقالوں کی مثال انگریزی کی اس مشہور

Marfat.com

کہانی کی ہے جس میں لکھا ہے کہ "ہندوستان کے چھاندوں کو تحصیلِ علم کا شوق ہوا اور انھیں خیال آیا کہ، چلو ہاتھی کا مطالعہ کریں۔ چنانچہ ایک نے ہاتھی کے کانوں کو دیکھا تو پکار اُٹھا کہ "ہو نہ ہو ہاتھی تو پنکھوں کی طرح ہے"۔ دوسرے نے اس کے سر کو دیکھا تو کہا کہ "ہاتھی بڑی گیند کی طرح ہے"۔ غرض سب نے ہاتھی کے ایک ہی حصّے کو دیکھا اور اسے کافی سمجھ کر ہاتھی کے متعلق قیاس آرائیاں شروع کیں۔ اسی طرح ان تمام تحریکات نے اسلام کے کسی نہ کسی حصّے یا پہلو کی ناقص تقلید کی ہے۔ چنانچہ موجودہ زمانے میں بعض منکرین اسی نتیجے پر پہنچے ہیں کہ موجودہ ذہنی انتشار اور قومی فاخرۃ کو بھی محمد رسول اللہ صلعم ہی کی قیادت دور کر سکتی ہے۔ برنارڈ شا (BUR NORD SHAH) نے اعلانیہ اس امر کا اعتراف کیا ہے ہے کہ دنیا کی موجودہ انارکی علاج محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آمریت (ڈکٹیٹرشپ) ہے۔

قصّہ مختصر، محمد رسول اللہ صلعم کے بعد ہر قوم یا فرد کے لیئے جو ترقی چاہتا ہو محمد رسول اللہ کا اتباع کسی نہ کسی صورت میں ناگزیر ہے۔ اور جس جس حد تک کوئی قوم آپ کی پیروی کرے گی اس اس حد تک وہ ترقی کرتی جائے گی اور اس میں ہندو مسلم، عیسائی، پارسی، گبرو کافر کسی کی تمیز نہیں۔ یہ نہیں کہ اگر کسی شخص کے ماتھے پر مسلمان کا لیبل لگا ہے تو وہ دنیا کی سرداری کا حق دار ہو جائے گا۔ نہیں ــ دنیا کی سرداری تو ان اصولوں کے اتباع میں مضمر ہے جو ہمارے آقائے نامدار حضرت محمد صلعم نے بتائے ہیں۔ اقبال نے کیا خوب کہا ہے ؎

عدل ہے خاطرِ ہستی کا ازل سے دستور
مسلم آئین ہوا کافر تو ملے حور و قصور

تم میں حُوروں کا کوئی چاہنے والا ہی نہیں
جلوۂ طور تو موجود ہے موسیٰ ہی نہیں

یہاں ایک اور امر کی طرف اشارہ کرنا بھی ضروری ہے۔ اس آیت نے بنی نوع انسان کے لیے رد و قبول کا بھی ایک قطعی معیار مقرر کر دیا ہے۔ دین کے جس امر کو، زندگی کے جس نظریے کو آنحضرت صلعم نے مردود قرار دیا ہے وہ قابل رد ہے اور جسے آپؐ نے مستحسن قرار دیا قبول فرمایا وہ قابل قبول ہے اور یہی معنی ہیں

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃٌ لمن کان یرجُو اللہ والیوم الآخر وذکر اللہ کثیرا ط (الاحزاب۔ ع ۳)

تم میں سے جس شخص کو خدا سے ملنے کی امید ہے اور روز آخرت پر یقین ہے اور اللہ کو بہت زیادہ یاد کرتا ہے اس کے لیے رسول اللہ کے اعمال و افعال میں بہترین نمونہ ہے۔

گویا دنیا میں رسول کریم صلعم کے اعمال میزانِ حق و اعتدال ہیں اور آپؐ کا اتباع ہر حال میں مفید و مستحسن ہے۔ آپؐ کے علاوہ کسی شخص کے ذاتی تجارب (یا کردار) اسی حد تک قابل قبول ہیں جس حد تک کہ وہ آپ کے اعمال و کردار کے تابع ہیں۔ مثلاً ایک عمل ہم خود کرتے ہیں اور ہمیں اس میں بہت سے فوائد معلوم دیتے ہیں۔ یا ہم دیکھتے ہیں کہ فلاں صوفی یا فلاں عالم، یا فلاں امام یا فلاں شیخ طریقت فلاں فعل کرتے ہیں اور ان کے زہد و تقدس میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں۔ اس لیے اُن کا وہ فعل ممدوح اور قابل قبول ہے۔ ہمیں اپنا تجربہ یا عمل بالکل بے حقیقت اور امام یا صوفی یا عالم یا شیخ طریقت کا فعل قابل حجت نہیں۔ جب تک وہ محمد رسول اللہ صلعم کی سنت کے مطابق نہ ہو۔ بسا اوقات وہ افعال عارضی طور پر تو مفید ہوتے ہیں لیکن انجام کار تباہی کی طرف

لے جاتے ہیں۔ مثلاً موجودہ زمانے کی ایک عام گمراہی کو ہی لیجئے۔ ایک شخص قبروں پر مراقبہ کرتا ہے اور اسے اس کے زعم میں روحانی فیوض حاصل ہوتے ہیں اور کتابوں میں لکھا ہے کہ فلاں بزرگ نے فلاں بزرگ کی قبر پر بیٹھ کر مراقبہ کیا۔ اب ہم دیکھیں گے کہ، کیا آں حضرت صلعم نے بھی کسی قبر پر مراقبہ کیا ہے؟ یا آپؐ نے کسی صحابی کی کسی قبر پر مراقبہ کرنے کی ہدایت فرمائی؟

اگر اس کا جواب نفی میں ہے تو فوراً سمجھ لینا چاہیئے کہ یہ فعل مردود ہے اور کسی حالت میں بھی موجب ثواب نہیں اور بظاہر جو روحانی فیوض ان کو حاصل ہوتے ہیں ان کی خدا کے ہاں کوئی وقعت نہیں۔ ایسے ہی لوگوں کے لیے قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے:۔

فَلا نقیم لھم یوم القیامۃ وزنًا (الکہف ع۔۱۳)

ہم ان کے اعمالِ صالحہ کو قیامت کے دن وزن سے محروم کردیں گے۔

یعنے جب ان کے وہ اعمال جنھیں وہ صالح سمجھ کر کیا کرتے تھے۔ تولے جائیں گے تو ان کا کچھ بھی وزن نہ ہوگا۔ اسی کو اکارت جانا یا حبط ہونا کہا جاتا ہے۔ اسی طرح حضرات شیعہ سینہ کوبی کرتے یا تعزیہ داری کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ان کے اِن رسوم سے ان کے گناہ بخشے جائیں گے۔ انھیں بھی سوچنا چاہیئے کہ کیا نبی کریم صلعم نے بھی کبھی سینہ کوبی کی یا کسی کو سینہ کوبی کی اجازت دی یا تعزیہ یا اس قسم کے افعال کی رخصت عطا فرمائی۔ جب اس کا جواب نفی میں ہے تو معلوم ہوا کہ یہ سب اعمال مردود نامقبول ہیں۔ اس کی تفصیل بعد میں آئے گی۔ انشاء اللہ

گویا ہمیں نیک و بد (Good And Evil) کی ایک بے خطا کسوٹی ہاتھ آگئی ہے۔ اور وہ آنحضرت صلعم کی حیاتِ طیبہ ہے۔ فہل من مدّکر۔

اب ذرا آنحضرت صلعم کے دشمنوں پر غور کیجئے کہ وہ کون بدبختِ ازلی ہے جو اس وعید میں داخل ہوتا ہے اور جس کے لیے تباہی و نامرادی مقدر ہو چکی ہے۔

اس امر کو سمجھنے کے لیے کہ کون شقیٔ ازلی آپ کا دشمن ہے، سب سے پہلے اس حقیقت کو سامنے رکھنا چاہیئے کہ رؤسائے قریش کو بھی آپؐ کی ذات سے دشمنی نہ تھی۔ کیونکہ نبوت کے دعوے سے پہلے آپؐ قریش میں بہت معزز و محترم خیال کیے جاتے تھے۔ آپؐ کی امانت و دیانت مسلّم تھی۔ آپؐ کی صداقت و وعدہ وفائی مشہور تھی چنانچہ عرب آپ کو الامین اور الصادق کے معزز القاب سے یاد کرتے تھے۔ اور نبوت کے بعد بھی کسی کو یہ جرأت نہ ہوئی کہ آپ کو کسی عیب سے متہم کرے یا آپ کے اعلیٰ اخلاق سے کوئی انکار کر سکے۔

چنانچہ تمام مؤرخین و محدثین کا اس امر پر اتفاق ہے کہ عین اس وقت بھی جب کفارِ قریش آپؐ کے قتل کی سازش کر رہے تھے۔ ان کی امانتیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ہی رکھی ہوئی تھیں۔ چنانچہ ہجرت کے وقت آپؐ نے حضرت علیؓ کو مامور فرمایا کہ تمام امانتیں ان کے حوالے کر کے مدینے حاضر ہوں۔

کفار کی تمام تر دشمنی آپؐ کی لائی ہوئی تعلیم سے تھی۔ ان کا عناد قرآن حکیم کے معجزہ نظامِ زندگی سے تھا۔ جسے قرآن حکیم رائج کرنا چاہتا تھا جس میں ان کے خود ساختہ رسم و رواج کے لیے کوئی جگہ نہ تھی۔ ان کا بغض شریعت حقہ سے تھا۔ انھیں توحید، اخوت اور مساوات کی تعلیم سے نفرت تھی۔ چنانچہ قرآن حکیم نے جا بجا اس امر کی تصریح کی ہے:۔

اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَاحِدًا "کیا اس (پیغمبر) نے اتنے خداؤں کی جگہ

Marfat.com

ان ھذا لشیٔ عجاب ٥ (ص۔ع۔۱)

ایک خدا کی بندگی مقرر کردی یہ تو بڑے تعجب کی بات ہے"۔

چنانچہ کتب سیّر وحدیث میں مذکور ہے کہ روسائے قریش کا ایک وفد ایک دفعہ ابو طالب کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے کہا کہ "بھائی! تم اپنے بھتیجے سے اس نئے دین کی تبلیغ سے روک دو۔ کم از کم اس سے یہی کہو کہ ہمارے خداؤں کو بُرا بھلا نہ کہے اور اگر وہ اس پر رضامند نہ ہو تو تم اس سے اپنی امان ہی اٹھالو"

ابو طالب نے آنحضرت کو بلا کر سمجھانے کوشش کی تو آپؐ نے فرمایا کہ "اے چچا! اگر یہ لوگ میرے داہنے ہاتھ پر آفتاب اور بائیں ہاتھ پر ماہتاب رکھدیں اور کہیں کہ تم اپنے دین کی تبلیغ سے باز آجاؤ۔ تب بھی میں اپنے دین کی تبلیغ سے باز نہیں آؤنگا یہاں تک کہ اللہ کوئی دوسرا حکم نازل کردے یا میری جان چلی جائے ـــــ آپ بے شک اپنی امان اٹھا لیجے، مجھے خدا کی امان کافی ہے"۔

قرآن حکیم میں دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے۔

بل عجبوا ان جاءھم منذرٌ منھم فقال الکافرون ھذا شیٔ عجیب ٥ (ق۔ع)

"بلکہ یہ (منکرین) اس بات پر تعجب کرتے ہیں کہ انہی میں کا ایک آدمی ان کی طرف (خدا کے عذاب سے) ڈرانے والا بن کر آیا۔ اسپر یہ (منکر) کہنے لگے کہ یہ تو بہت تعجب کی بات ہے"۔

اس سے صاف ثابت ہوا کہ کفارِ قریش کو آپؐ کی تعلیم سے ہی دشمنی تھی اور وہ اسی کی مخالفت پر کمربستہ تھے۔ پس شانیٔ میں ہر وہ شخص داخل ہے جو آپ کی قولاً یا عملاً مخالفت کرے اور آپؐ کا دشمن وہی ہے جو آپؐ کی تعلیم کا دشمن ہے۔

یہاں ایک اور اہم نکتے کی طرف اشارہ کرنا ضروری ہے، قرآن حکیم کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اطاعت اور مخالفت کے بین بین کوئی تیسری چیز نہیں۔

Marfat.com

یا تو انسان آپ کا مطیع و منقاد ہو سکتا ہے۔ یا آپؐ کا مخالف و معاند۔ ہر شخص جو آپ صلعم کی اطاعت سے منہ موڑتا ہے۔ آپؐ کا دشمن ہی کہلائے گا۔

چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:۔

وَمَن يُشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيْرًا ۝ (النساء۔ع ۱۷)

"اور ہدایت کے ظاہر ہونیکے بعد جس نے رسول کو ایذا پہنچائی اور مومنوں کے راستے کو چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کیا تو ہم اسے، جس طرف وہ پھر رہا ہے پھیر دیں گے اور اسے جہنم میں پہنچا دیں گے اور وہ تو بہت برا ٹھکانہ ہے"

یعنی مومنوں کے راستے سے انحراف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا پہنچانے کے مترادف ہے۔ پھر جگہ جگہ اس امر کی تصریح فرمائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت عین ایمان ہے۔ اور جس شخص نے بھی آپ کی اتباع یعنی آپ کے تجویز کردہ راستے سے انحراف کیا، وہ تباہ و برباد ہو گیا۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:۔

وَمَا اَرْسَلْنَا مِن رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ

اور ہم تو رسول اس لئے بھیجتے ہیں کہ اللہ کے حکم سے ان کی اطاعت کی جائے۔

پھر فرمایا:۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (النساء۔ع)

تمہارے پروردگار کی قسم یہ لوگ جب تک اپنے تمام اختلافات میں تمہیں حکم (دل سے) تسلیم نہ کر لیں اور جو تم فیصلہ کر دو اس کے متعلق اپنے دلوں میں کوئی تنگی نہ پائیں اور تمہارے سامنے سر بسجود تسلیم خم نہ کر دیں

یعنی آپؐ کی مخالفت کا دل میں خیال لانا بھی انسان کو ایمان کے دائرے سے خارج کر دیتا ہے۔ آپؐ کی اطاعت ہی اصل ایمان ہے۔

پھر ارشاد ہوتا ہے:-

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

(آل عمران۔ع)

اے پیغمبر! ان سے کہہ دو کہ اگر تم اللہ کی محبت کا دعوٰی کرتے ہو تو میری اطاعت کرو (پس اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ) اللہ بھی تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہوں کو معاف فرما دے گا۔ اور اللہ بہت زیادہ بخشنے والا مہربان ہے۔"

پھر فرمایا:-

وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ

(النساء ۱۵۷)

"اور (دیکھو) یہ میری سیدھی راہ ہے بالکل سیدھی راہ۔ پس اسی ایک سیدھی راہ پر چلو۔ اور طرح طرح کے راستوں کے پیچھے نہ پڑو۔ وہ تمہیں خدا کی سیدھی راہ ہٹا کر جدا جدا کر دیں گے۔"

گویا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کی کامل اطاعت اور مخالفت کے بین بین کوئی راہ نہیں۔ جو شخص بھی آپ کے بتلائے ہوئے راستے سے انحراف کرتا ہے وہ ضرور تشتت اور افتراق کا شکار ہوگا اور انجام کار تباہ و برباد ہوگا۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ (النساء۔ع)

اور جو کوئی بھی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اور اللہ کے مقرر کردہ حدود سے تجاوز کرے گا تو اللہ اسے جہنم میں داخل کریگا۔ جس میں

Marfat.com

وہ ہمیشہ رہے گا اور اس کے لیے رسوا کُن عذاب ہے۔"

پھر فرمایا:۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُحَادُّوْنَ اللّٰہَ وَ	"یقیناً جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی
رَسُوْلَہٗ کُبِتُوْا کَمَا کُبِتَ الَّذِیْنَ	مخالفت کریں گے وہ اسی طرح ذلیل و
مِنْ قَبْلِھِمْ وَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰیٰتٍ	خوار ہوں گے۔ جیسا کہ ان سے پہلے لوگ
بَیِّنٰتٍ ط وَلِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابٌ	ذلیل و خوار ہوئے۔ اور ہم نے تو کھلے کھلے
مُّھِیْنٌ ۵ (المجادلہ ۔۵)	احکام نازل فرما دیئے ہیں۔ اور (ہماری

تعلیم) کے منکروں کے لیے ذلت کا عذاب ہے۔"

ان دونوں آیتوں سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ جس جماعت یا فرد نے بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے سے انحراف کیا وہ جلد یا بہ دیر ضرور ذلیل و خوار ہوگا۔ امن و سلامتی، اخوت و مودت کی صرف ایک ہی راہ ہے اور وہ اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ہی دنیوی اور اُخروی فلاح و بہبود مضمر ہے اور آپ کی مخالفت دونوں جہانوں میں تباہی و بربادی اور خسران کی طرف لیجانے والی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:۔

وَیَوْمَ یَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰی یَدَیْہِ	اور جس دن ظالم کف افسوس ملتا ہوا کہے
یَقُوْلُ یٰلَیْتَنِی لَمْ اَتَّخِذْ	انگلیاں کاٹے گا اور کہے گا ہائے افسوس
فُلَانًا خَلِیْلًا ۝ لَقَدْ اَضَلَّنِیْ	کاش میں رسول کے راستے پر چلتا
عَنِ الذِّکْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِیْ وَکَانَ الشَّیْطٰنُ	کرتا۔ ہائے افسوس مجھ پر کاش میں
لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ۝ وَقَالَ الرَّسُوْلُ	فلاں (گمراہ آدمی) کو اپنا دوست
یٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا ھٰذَا الْقُرْاٰنَ	بناتا۔ اس نے نصیحت کے آنے کے بعد

مَهْجُوْرًا ۝ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ وَكَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا وَّنَصِيْرًا ۝ (الفرقان-ع)

مجھے اس سے برگشتہ کر دیا اور شیطان تو واقعی انسان کو ذلیل و رسوا ہی کرتا ہے اور رسول (اللہ کی جناب میں عرض کریں گے) اے میرے پروردگار! میری قوم نے اس قرآن کو پیٹھ پیچھے ڈال دیا اور اس طرح ہم نے مجرم لوگوں کو نبی کا دشمن بنا دیا ہے اور تمہارا پروردگار ہی ہدایت کرنے کے لیے اور مدد کے لیے کافی ہے"۔

یہ آیت ایسی صاف اور واضح ہے کہ انسان اطاعت اور عداوت کے درمیان کوئی راہ اختیار بھی نہیں کر سکتا۔ یا تو وہ نبی کا کامل مطیع و منقاد ہو۔ ورنہ اس کا شمار دشمنانِ رسول کے زمرے میں ہوگا۔ محبت یا عداوت کے علاوہ کوئی تیسرا راستہ نہیں۔ اور كَذٰلِكَ جعلنا سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی سنتِ مستمرہ ہے کہ جو لوگ اس کے انبیاء اور رسولوں کی تعلیمات سے اعراض کرتے ہیں اور اطاعت سے انحراف کرتے ہیں وہی دشمنانِ خدا و رسول قرار پاتے ہیں۔ چنانچہ دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے:۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيَاطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا ۝ (الانعام-ع)

"اور اسی طرح ہم نے انسانوں اور جنوں میں سے بہت سے شیاطین ہر نبی کے دشمن بنائے جو ایک دوسرے کے دلوں میں اپنی چکنی چپڑی باتوں سے وسوسہ ڈالتے رہتے ہیں"۔

يَوْمَئِذٍ يَّوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ (النساء ع)

"اس دن وہ لوگ جو کافر ہیں اور انہوں نے رسول کی نافرمانی کی ہوگی۔ خواہش کریں گے کہ، اے کاش! ہم زمین میں سما جائیں"۔

Marfat.com

جب انسانوں کی دو قسمیں ہوگئیں۔ (۱) انبیاء اور ان کی شریعت کے متبعین اور (۲) انبیاء کے مخالفین اور دشمن۔ تو اب خدائی فیصلہ صادر ہوگیا۔ ہر قسم کی کامیابی اور کامرانی۔ دنیوی اور اُخروی فلاح و سعادت غرض ہر قسم کی بھلائی متبعین و پیروانِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مخصوص ہوگئی۔

كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِي — اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ صادر فرما دیا ہے کہ میں اور میرے رسول ضرور غالب ہوں گے (اور ہمارے دشمن مغلوب اور تباہ ہوں گے)

اَلَا اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۔ — سن لو! یقیناً اللہ کی جماعت ہی کامیاب و کامران ہوگی۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کے حصے میں ہر قسم کی نامرادی، بربادی، ضلالت و شقاوت آئی۔ اور ان کی دنیا و آخرت دونوں برباد ہوگئیں۔

اَلَا اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۔ — سن لو! یقیناً شیطان کی جماعت بالکل ہی تباہ و برباد ہوگی۔

فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۔ (النور ۶۳)

"پس چاہیئے کہ جو لوگ رسول کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں وہ ڈریں اس بات سے کہ کسی فتنے میں مبتلا ہو جائیں۔ یا دردناک عذاب ان پر نازل ہو جائے۔"

اس سے صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت خواہ کسی بات میں بھی ہو انسان کو ہمیشہ عذاب الیم میں مبتلا کر دیتی ہے اور اس کا نتیجہ بھی خسران اور تباہی ہوتا ہے۔ یا بالفاظ دیگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت

Marfat.com

ہر قوم اور فرد کو ضرور بالضرور ہلاکت کے گڑھے میں دھکیل دیتی ہے۔ اور یہی معنی ہیں اس حدیث کے:

الکفر مِلۃٌ وَاحدہ والاسلام ملۃ واحدہ۔

"کفر ایک ملّت ہے اور اسلام ایک ملّت ہے"

ان دونوں کا اجتماع محالات سے ہے۔ کوئی قوم یا فرد رسول کریم صلعم کی کامل اطاعت اور مخالفت کے درمیان کوئی راہ اختیار کر ہی نہیں سکتا۔ اقبال نے کیا خوب کہا ہے:۔

اس چمن میں پیرو بلبل ہو یا تلمیذِ گُل
یا سراپا نالہ بن جا یا نوا پیدا نہ کر

لیکن اس امر سے بھی انکار نہیں ہو سکتا کہ جس طرح اطاعت اور اس کے نتائج یعنی ہدایت و سعادت کے مدارج ہوتے ہیں۔ اِسی طرح تعلیم الٰہی کی مخالفت اور معصیت کے بھی مدارج ہوتے ہیں۔ اور جس طرح ہدایت و سعادت کے ابتدائی منازل سے ترقی کر کے انسان سعادت و ہدایت کی معراج حاصل کر سکتا ہے اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ کے نقشِ قدم پر چل کر کمالِ انسانیت حاصل کر سکتا ہے۔ اسی طرح تعلیم الٰہی کی مخالفت و معصیت کے ابتدائی مَدارج سے شقاوت و ضلالت کے انتہائی مدارج کی راہ بھی کھُل جاتی ہے۔ چنانچہ سورۂ واللّیل میں بھی اسی طرف اشارہ کیا گیا ہے:۔

فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰی فَسَنُیَسِّرُہٗ لِلْیُسْرٰی
وَاَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰی وَکَذَّبَ بِالْحُسْنٰی فَسَنُیَسِّرُہٗ لِلْعُسْرٰی

ترجمہ:۔ سو جس نے راہِ خدا میں خرچ کیا اور اللہ سے ڈرا اور (تعلیم الٰہی) اور اچھی بات کی تصدیق کی تو ہم اِس پر آسانی کی راہ (یعنی لازوال ترقی کی راہ) آسان کر دیں گے اور جس نے بخل کیا اور بے پروائی (تعلیم الٰہی سے) اختیار کی اور (تعلیم الٰہی) اچھی

بات کو جھٹلایا تو ہم بھی تنگی کی راہ کو اس کے لیے آسان کر دیں گے۔ یعنی وہ اپنی بدعملی کی وجہ سے زیادہ ہی زیادہ تباہ ہوتا جائے گا۔"

قصہ مختصر جب انسان ایک دفعہ رسول کی مخالفت شروع کر دے تو اگر وہ توبہ و انابت سے معصیت کا دروازہ بند نہ کرے۔ اطاعت کی راہ اختیار نہ کرے تو اس کی کامل تباہی کا راستہ صاف ہو جاتا ہے۔ اور بالآخر ایسی منزل آجاتی ہے کہ نیکی اور سعادت کی سب راہیں اس پر بند ہو جاتی ہیں۔ وہ زندہ رہتا ہے تو شقاوت کے لیے۔ اُس کے تمام اعمال برباد ہو جاتے ہیں۔ اُس کا دل سوجھ بوجھ سے بیگانہ ہو جاتا ہے۔ اس کی آنکھیں تو ہوا ہو جاتی ہیں، لیکن بصارت سے محروم۔ اس کے کان ہوتے ہیں، لیکن حق کی آواز سننے اور اس سے متاثر ہونے سے قاصر۔

لَهُمْ قُلُوبٌ لَا يَفْقَهُونَ بِهَا — "ان کے دل ہیں مگر وہ سمجھتے بوجھتے نہیں
وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَا يُبْصِرُونَ بِهَا — ان کی آنکھیں ہیں مگر وہ ان سے دیکھ
لَهُمْ آذَانٌ لَا يَسْمَعُونَ بِهَا — نہیں سکتے۔ ان کے کان ہیں مگر ان سے سن
أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ — نہیں سکتے۔ وہ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ
أُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ (الاعراف) — ان سے بھی زیادہ گمراہ۔ وہی غافل ہیں۔

ان کے تمام اعمال حسنہ اکارت جائیں گے۔

الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا — وہ عبادت کریں گے مگر وہ تقرب الی اللہ
وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ — موجب نہ ہوگی۔ لوگ وہ ظاہر میں اچھے ہی نظر
صُنْعًا (الکہف) — آئیں مگر ان کا یہ صنع

بالکل اکارت جائے گا۔ اور انہیں سوائے اور خسران کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔

یہ ہے سزا ان لوگوں کی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کے منکر یا مخالف

Marfat.com

ہیں اور آپ کی شریعت کے کسی حصّے سے بغض رکھتے ہیں۔ یہی حال ان لوگوں کا ہے جو اپنے مشائخ اور پیروؤں اور اماموں کے اتباع کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع پر ترجیح دیتے ہیں۔ یہ سب لوگ اس وعید میں داخل ہیں جو اوپر مذکور ہو چکی ہے۔

فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (النور)

آمدیم برسر مطلب۔ سب سے پہلا اور انتہائی درجہ شقاوت کا تو جمود و انکار ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض کی انتہا یہ ہے آپ کی لائی ہوئی شریعت کا انکار کیا جائے قرآن کو اساطیر الاولین قرار دیا جائے۔ اسے جادوگر یا کاہن کا قول کہا جائے۔ ایسے لوگوں کی محرومی اور بدبختی زیادہ ہوتی ہے۔ اللہ تعالےٰ اُن پر نیکی اور سعادت کی تمام راہیں مسدود فرما کر شقاوت و محرومی کی سب راہیں کھول دیتا ہے جو انھیں کامل تباہی اور بربادی کی طرف لے جاتی ہیں۔

فَاَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى وَ كَذَّبَ بِالْحُسْنٰى فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى وَمَا يُغْنِيْ عَنْهُ مَالُهٗٓ اِذَا تَرَدّٰى (اللّیل)

"پس اب جس نے بخل کیا اور تکبّر کیا اور نیکی کو جھٹلایا تو ہم اس کے لیے تنگی کی راہیں آسان کر دیں گے اور جب وہ برباد ہونے لگے گا تو اس کا مال اس کے کسی کام نہیں آئے گا۔"

وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ (ہود ع)

"اور اس دنیا میں قیامت کے دن بھی لعنت اس کا پیچھا کرے گی۔"

فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (الانعام ع ۵)

Marfat.com

"پھر ظالموں کی قوم کی جڑ کاٹ دی گئی اور اعلان کیا گیا کہ اللہ کا شکر ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔"

وَلَا يُرَدُّ بَاسُهٗ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ (الانعام ع)

"اور اُس کا عذاب مجرموں سے نہ ٹل سکے گا۔"

اِس کے نیچے شقاوت کے کئی مدارج ہیں۔ لیکن ان کا ماحصل یہی ہے کہ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے جس قدر انحراف کرتا ہے وہ اسی قدر شقی اور راندۂ درگاہ ہوتا ہے۔ الاقرب فالاقرب

مگر یہ خیال کرنا کہ شقاوت کے یہ سب مدارج صرف کفار اور غیر مسلموں تک ہی محدود ہیں، کمالِ نادانی اور قرآن حکیم کی تعلیمات سے کمالِ بے خبری کی دلیل ہے۔ کیونکہ قرآن حکیم ناموں کی پرستش نہیں سکھلاتا۔ بلکہ اس کے نزدیک انسان کو پرکھنے کی کسوٹی صرف اس کا عمل ہے۔ اگر ایک شخص پورے زور شور سے کلمہ پڑھتا ہے۔ عبادات بجالاتا ہے مگر معاملات اور دوسرے اعمال میں رسول کی اطاعت سے انحراف کرتا ہے تو اس کا شمار اعدائے رسول میں ہوگا۔ گو وہ اس سے بے خبر ہو۔

فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا ۝ يَوْمَئِذٍ يَّوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا۔ (النساء)

"پس اس دن ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جس دن ہم ہر اُمت کے لیے گواہ لائیں گے، تمہیں اس امت کے مقابلے میں گواہ کے طور پر پیش کریں گے جس دن وہ شخص جس نے (تعلیم حق) سے انکار کیا ہوگا اور رسول کی نافرمانی کی ہوگی۔ یہ خواہش کرے گا کہ کاش! زمین پھٹ جائے اور وہ اس میں سما جائے

Marfat.com

اور اوپر سے زمین ہموار ہو جائے۔ اور وہ اللہ سے کوئی بات چھپا نہیں سکیں گے"۔

حضرت نوح علیہ السّلام کے بیٹے کے بارے میں فرمایا:۔

اِنَّہٗ لَیْسَ مِنْ اَھْلِکَ۔ وہ تیرے اہل میں سے نہیں۔ وہ تو
اِنَّہٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِح مجسّم بدعملی ہے"۔

اور حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی دعا منقول فرمائی:۔

وَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّہٗ مِنِّیْ وَمَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّکَ غَفُوْرٌ الرَّحِیم (ابراہیم)

"اور جس نے میری پیروی کی وہی میرا ہے اور جو کوئی میری نافرمانی کرتا ہے تو اس کا معاملہ تیرے اختیار میں ہے۔ تو چاہے تو اسے بخش دے کیونکہ تو ہی بڑا بخشنے والا مہربان ہے"

پھر فرمایا:۔

اِنَّ اَوْلَی النَّاس بِاِبْرَاھِیْمَ لَلَّذِیْنَ اتَّبَعُوْہُ "ابراہیم کے سب سے قریب وہ لوگ ہیں جنھوں نے اس کی پیروی کی"۔

ان آیات سے صاف ظاہر ہُوا کہ کسی نبی کی اُمت میں پیدا ہونے سے یا کسی خاص نام سے موسوم ہو جانے سے انسان رشد و ہدایت کے مرتبے پر فائز نہیں ہوتا بلکہ اصل چیز اتباعِ رسول ہے۔ اسی طرح اُمتِ محمدیہ میں شامل ہونے کے لیے حضور علیہ الصّلوٰۃ والسلام کا کامل اتباع ضروری ہے اور آپ کا اتباع ہی ہمارے ایمان اور اسلام کی کسوٹی ہے۔ چنانچہ منافقین کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے کہ:۔

اذا جاءک المنافقون قالوا نشھد انک لرسول اللہ۔ اللہ یعلم انک لرسولہ واللہ یشھد ان المنافقون لکاذبون (المنافقون)

اے پیغمبر! جب منافقین تمہارے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں

Marfat.com

کہ تم اللہ کے رسول ہو۔ اللہ جانتا ہے۔ تم اس کے رسول ہو اور اللہ اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ یہ منافق اپنے اقرار میں جھوٹے ہیں"۔

گویا محض زبان سے اپنے تئیں مسلمان کہنا کافی نہیں۔ بلکہ آپ کی ہ مں اطاعت اور اتباع لازمی ہے۔

اب آپ ان مسلمانوں کی حالت پر غور کریں جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں لیکن انواع و اقسام کے شرک اور بدعات میں مبتلا ہیں مثلاً :۔

قبر پرستی، تعزیہ پرستی، آئمہ پرستی، سر پرستی، حکام پرستی وغیرہ۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ ان باتوں سے باز آجاؤ۔ تو کہتے ہیں کہ۔

"کیا ہم اپنے باپ دادا کے رسم و رواج کو چھوڑ دیں؟

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا (البقرہ)

ترجمہ: اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کی اتاری ہوئی تعلیم کی پیروی کرو تو کہتے ہیں نہیں، ہم تو اس چیز کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا؟

وَكَذٰلِكَ مَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَا اِنَّا وَجَدْنَا اٰبَآءَنَا عَلٰى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ

اور اسی طرح تم سے پہلے ہم نے کسی بستی میں کوئی ڈرانے والا نہیں بھیجا مگر اس کے سرداروں اور خوش حال لوگوں نے یہی کہا کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو اسی طریق پر چلتے ہوئے پایا ہے اور ہم تو انہیں کے نقش قدم پر چلیں گے۔

پھر دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ (آیت

Marfat.com

المنافقین یَصُدُّوْنَ عنکَ صدوداً (النساء)

"اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اللہ کی تعلیم کی طرف اور رسول کی طرف تو، اے پیغمبر! تم دیکھو گے کہ وہ تم سے دور رہیں گے"۔

وَاِذا قیل لھم تعالوا الیٰ ما انزل اللہ والی الرسول قالوا حسبنا ما وجدنا علیہ آباءنا (المائدہ)

"اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کی اُتاری ہوئی تعلیم اور رسول کی طرف آؤ (یعنی ان کی پیروی کرو) تو کہتے ہیں ہمارے لیے تو ہمارے باپ دادا کا طریقہ ہی کافی ہے ہمیں رسول کی کیا ضرورت"۔

یہی حال ان علماء کا ہے جو تقلید اسلاف کے اس قدر خوگر ہو چکے ہیں کہ وہ قرآن حکیم کی آیات کی توجیہہ کر لیں گے۔ حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے انکار یا اس کی توجیہہ و تاویل کر لیں گے لیکن اپنے امام اپنے پیرِ طریقت یا شیخ مذہب کے قول کی تاویل نہیں کریں گے۔ یہی نہیں بلکہ کتاب و سُنّت کو توڑ مروڑ کر انکی نہایت رکیک تاویلات کر کے انھیں خاص امام یا شیخ طریقت کے قول کے تابع کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ پھر اپنے من گھڑت عقائد کی تائید کے لیے کتاب و سنت کی دور از کار تاویلات سے بھی باز نہیں آتے۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب (دہلوی) فرماتے ہیں:۔

"اگر خواہی کہ نمونہ یہود در ایں امت بہ بینی علماءِ سوءِ ما را بہ بیں"۔ کانھم ھم" (الفوز الکبیر) ترجمہ۔ اگر تم چاہتے ہو کہ ہماری امت میں یہود کا نمونہ دیکھو تو ہمارے علماءِ سو کو دیکھ لو۔ گویا کہ وہ وہی ہیں"۔

یہ لوگ یقیناً شریعتِ محمدیہ کے دشمنوں میں سے ہیں۔ گو وہ خود اس سے انکار ہی کیوں نہ کریں۔

Marfat.com

اسی طرح بہت سی مسلمان جماعتوں میں کتاب وسنت کے برعکس یہ دستور ہے کہ وہ بیٹی کو ورثہ نہیں دیتے اور بیوہ کی شادی نہیں کرتے اور اسے حقِ وراثت سے بھی محروم کر دیتے ہیں اور بیاہ شادی اور غم کے مواقع پر بہت سی ہندوانہ رسموں کی پیروی کرتے ہیں۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ تمہارا یہ فعل کتاب وسنّت کے خلاف ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم تو رواج کے پابند ہیں۔ یقیناً ایسے اشخاص شریعت محمدیہ کے دشمن ہیں اور اسکے منکر ہیں۔ اس لیے وہ دشمنان خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمرہ میں شامل ہیں۔ اور اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ کی وعید میں داخل ہیں۔

اسی طرح ان نام نہاد صوفیوں کو لو جنہوں نے شریعت سے الگ ایک ڈھونگ طریقت کا کھڑا کر دیا ہے اور انسان کے لیے حلال وحرام کی تمیز مقرر کر کے فرائض وسنن سے بالکل سبکدوش ہو جاتے ہیں اور شریعت محمدیہ کے مکلفین کو ظاہر میں اور مختلف بدعات وخرافات سے مرتکب کرتے ہیں اور اپنے آپ پر اور اپنے مریدوں پر شریعت کی تمام پابندیاں ہٹا کر قبروں پر مراقبے کرتے ہیں اور چلے کھینچتے ہیں اور عورتوں اور ہیجڑوں میں بیٹھ کر بندروں کی سی حرکتیں کرتے ہیں اور محض کشف کے غلط دعوے اور لوگوں کو فریب دیتے اور اسے موجب ثواب اور ذریعہ نجات گردانتے ہیں وہ بھی شریعت محمدیہ کے دشمن ہونے کی وجہ سے خدا اور رسول کے دشمنوں میں شامل ہیں اور اپنے متبعین کو تباہی و بربادی کی طرف لے جاتے ہیں ضلّوا اضلّوا۔ خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔

اسی طرح وہ لوگ بھی جنہوں نے اسلام کو مختلف فرقوں میں تقسیم کر دیا اور ہر فرقہ دوسرے فرقہ کی تکفیر وتضلیل میں سرگرم اور ایک دوسرے سے

Marfat.com

برسرپیکار۔ چنانچہ قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے:۔

اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَھُمْ وَکَانُوْا شِیَعًا لَسْتَ مِنْھُمْ فِیْ شَیْءٍ اِنَّمَا اَمْرُھُمْ اِلَی اللّٰہِ فَیُنَبِّئُھُمْ بِمَا کَانُوْا یَفْعَلُوْنَ (الانعام)

"جن لوگوں نے اپنے دین میں تفرقہ ڈالا اور گروہ گروہ ہو گئے۔ یقیناً تمہارا ان سے کوئی تعلق نہیں۔" ان کا معاملہ اللہ کے اختیار میں ہے۔ پس وہی انہیں ان کی کرتوتوں سے مطلع کرے گا۔"

اِس آیت کی زبردست تہدید سے فرقہ باز مولویوں اور تخریب پسند لوگوں کو عبرت حاصل کرنی چاہیئے۔ اس میں آپ کو حکم ہوتا ہے کہ ایسے لوگوں سے کامل بے زاری کا اظہار کریں۔ تو یہ لوگ جو اسلام کو مختلف فرقوں میں منقسم کرکے اپنے اپنے فرقوں کے بقائے دوام کے لیے اپنی تمام قوتیں صرف کر دیتے ہیں۔ وہ یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں میں سے ہیں۔ اور اِنَّ شَانِئَكَ ھُوَ الْاَبْتَرُ کی وعید میں شامل ہیں۔

اسی طرح موجودہ زمانے کے جدید تعلیم یافتہ لوگوں میں سے ایک کثیر جماعت ایسے اصحاب کی پیدا ہو رہی ہے جو قرآن وسنت کی تعلیمات کو یونانی یا رومی یا جدید مغربی فلسفے کے تابع کرنا چاہتے ہیں اور قرآنی تعلیمات کو جدید فلسفے کے مطابق کرنے یا اس کے تابع ثابت کرنے کی کوشش میں نہایت رکیک تاویلات سے بھی باز نہیں آتے اور مغربی قوانینِ اخلاق وسیاست کی برتری تسلیم کرکے یا تو اسلامی قوانین ونصوص کو ناقابلِ عمل بتلاتے ہیں۔ یا زیادہ سے زیادہ مؤخرالذکر کو اول الذکر کا موئد ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اس قسم کی اصطلاحات مثلاً:۔

اسلامی سوشلزم، اسلامی ڈیموکریسی وغیرہ سے مسلمانوں کو فریب

Marfat.com

دینا چاہتے ہیں اور انھیں یقین دلانا چاہتے ہیں کہ وہی اسلام ہے مثلاً:

جب سرمایہ دارانہ نظام کا طوطی بول رہا تھا تو یہ متفقین مختلف طریقوں سے سرمایہ دارانہ نظام کے جواز کی دلیلیں قرآن سے لاتے تھے۔ مثلاً: مغربی سرمایہ داری نظام تمام تر سود پر قائم تھا، اور جب تو یہ لوگ سود کے جواز کی مختلف صورتیں پیدا کرنے کی سعی لاحاصل میں مشغول رہے اور آیاتِ قرآنی اور احادیثِ صحیحہ کی نہایت بودی اور رکیک تاویلیں گھڑتے رہے۔ یہاں تک کہ جو روایات ان کے مدعیات سے متصادم ہوتی تھیں۔ ان سے انکار کرتے رہے۔ مثلاً آیت توریث کی [illegible] کیا گیا تاکہ سرمایہ دارانہ نظام قائم رہ سکے۔ اسی طرح مغرب تو [illegible] کا پابند ہے تو وہ اسلامی قانون تعدد ازدواج میں نقص نکالنے [illegible] کی کوشش کرتے رہے کہ دراصل اسلام بھی تو تعدد ازدواج میں [illegible] سنتِ رسولؐ اور تعاملِ صحابہ و تابعین اور ائمہ دین کے [illegible] کو عین فطرتِ انسانی کے مطابق ثابت کرنے کی کوشش [illegible]

اب چونکہ کمیونزم اور سوشلزم مغرب کے تعلیم یافتہ طبقے [illegible] تو یہ متفرنجین بھی یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ [illegible] یا سوشلزم کے ساتھ خدا کے عقیدے کو شامل کرلینے [illegible] سرمایہ دارانہ نظام میں طلاق بہت مشکل ہے اور [illegible] لایعنی پابندیاں ہیں۔ ترکوں نے [illegible] عائد کردیں۔ اس طرح سرمایہ دارانہ نظام کی [illegible] کی جڑ پر کلہاڑا چلانے۔ غرض ان لوگوں کا [illegible] اس کے رسول کی تعلیم کے دشمن ہیں اس لیے اس [illegible]

Marfat.com

رسول کے دشمنوں کے لیے مقدر ہو چکی ہے۔

اسی طرح وہ اسلامی جماعتیں، جو نام تو اسلامی رکھ لیتی ہیں، مگر ان کے جلسوں میں اسلامی شعائر کی علانیہ مخالفت ہوتی ہے اور ان کی پارٹیوں میں شراب خوری اور حسن فروشی کی داد دی جاتی ہے۔ نماز اور دیگر واجبات کی پابندی کی ہنسی اڑائی جاتی ہے۔ اور ان کے ترک کو داخلِ فیشن اور معیارِ تہذیب سمجھا جاتا ہے۔ چندہ جمع کرنے کے لیے ان کے ہاں رقص و سرود کی محفلیں منعقد کی جاتی ہیں۔ کلبوں میں علانیہ قمار بازی کی جاتی ہے۔ یقیناً ایسی جماعتیں خدا اور رسول کی دشمن ہیں۔ اور اس وعید کی مستحق ہیں جو اِن دشمنان دین کے لیے مقرر ہے۔

اسی طرح وہ تمام کلب یا سوسائٹیاں جن میں تفریح کے طور پر جوا کھیلا جاتا ہے اور شراب پی جاتی ہے اور مخلوط سوسائٹی کی ترویج و تشویق ان کا دل پسند مشغلہ ہے۔ جہاں عورتیں نیم عریاں لباس میں ہر قسم کے بناؤ سنگھار سے آراستہ ہو کر محفل کی رونق بڑھاتی اور مردوں کا دل لبھاتی ہیں اس وعید میں داخل ہیں اور یقیناً بنی نوع انسان کو تباہی کے گڑھے میں گرانے والی ہیں۔

علیٰ ہذا القیاس وہ جماعتیں یا لوگ جو قوالیوں کو عبادت سمجھتے ہیں اور ان میں بندروں کی طرح ناچتے کودتے اور اچھلتے ہیں اور اسے وجد و حال سے تعبیر کرتے ہیں سب کے سب خدا اور رسول کے دشمن ہیں اور اس وعید میں شامل ہیں۔

اسی طرح جدید الخیال لوگوں کا وہ فرقہ یا جماعت جو حدیث کی منکر ہے اور قرآن کو صرف قرآن سے سمجھنے کا دعویٰ کرتے ہیں اور حدیث سے اس درجہ گریز کرتے ہیں کہ اقبال اور رومی کے اشعار کو حجت تسلیم کر لیتے ہیں مگر حدیثِ صحیح کو حجت تسلیم نہیں کرتے بلکہ دیدہ و دانستہ صحیح احادیث سے اعراض کرتے اور ان کی

Marfat.com

ہنسی اُڑاتے ہیں، یقیناً نصوصِ صریحہ کے منکر اور خدا اور رسول کے معاندین میں سے ہیں۔ ان کے اعمال مَردُود اور ان کی مَساعی نامقبول اور غیر مشکور ہیں۔

اِسی طرح وہ جماعت جو یہ دعویٰ کرتی ہے کہ ہم میں جو شخص چاہے۔ حضرت مُحَمَّد رسول اللہ صَلّی اللہ علیہ وسلم سے (نعوذ باللہ) بڑھ سکتا ہے اور نبی کے مرتبے پر فائز ہو سکتا ہے۔ اسی وعید میں داخل ہے اور یقیناً تباہ و برباد ہو جائے گی۔ کیونکہ یہ دشمنانِ عقل و دانش بھی نصوصِ قطعیہ کے منکر ہیں اور موہبت اور اکتساب میں فرق نہیں کرتے۔ نبوت وہبی (یعنی خاص عطیۂ خداوندی) ہے اکتسابی نہیں کہ ہر شخص جب چاہے نبی کے اتباع سے ریاضت و مراقبے سے حاصل وحی اور نبی بن جائے یا اس سے بھی بڑھ جائے۔ قرآن حکیم میں کفار کی اس خواہش کا ذکر ہے۔ پھر اس کی تردید بھی فرمائی کہ ایسا ناممکن ہے کہ ہر شخص پر وحی نازل ہو جائے۔ بل یُرِیدُ کُلّ امرئٍ مِنھُم اَن یُؤتٰی صحفاً منشرۃً کلّا

ترجمہ: بلکہ ان میں سے ہر شخص چاہتا ہے کہ اس کے کھلے ہوئے نوشتے دیئے جائیں یعنی اس پر وحی نازل ہو جائے۔ نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔

یہ جماعت یقیناً خدا اور رسول کی دشمن ہے اور اس وعید کی مستحق۔

غرض مسلمانوں کے موجودہ فرقے کی کہاں تک بیان کی جائیں۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ قیامت کے دن میرے سامنے ایسے لوگ پیش کیے جائیں گے جن کی شکل و شباہت بالکل مسلمانوں کی سی ہوگی اور میں انھیں دیکھ کر بارگاہ رب العزت میں عرض کروں گا یا رب! یہ تو میری امت میں سے ہیں ہیں۔ کیونکہ مجھے معلوم نہیں کہ ان لوگوں نے تمہارے پیچھے کیسی کیسی بدعات ایجاد کر لیا ہے۔ ایک اور حدیث میں ارشاد ہوتا ہے:۔

اِنَّ اُناساً من اصحابی یُوخَذُ بِهِمْ ذات الشِّمالِ فَاقُولُ اَصحابی! اصحابی! فَیَقُولُ اِنَّهُمْ لَنْ یَزَالُوا مُرْتَدِّیْنَ علٰی اَعْقَابِهِمْ قَدْ فَارَقْتَهُمْ فَاَقُوْلُ مَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ۔ وَکُنْتُ عَلَیْهِمْ شَهِیْدًا مَا دُمْتُ فِیْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ کُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْهِمْ۔۔۔۔ الایۃ۔

"تحقیق بعض لوگ میرے متبعین میں سے بائیں طرف (یعنی دوزخ کی جانب) دھکیلے جائیں گے۔ پس میں اللہ کی جناب میں عرض کروں گا کہ یہ میرے آدمی ہیں۔ یہ میرے آدمی ہیں"

اللہ تعالےٰ فرمائے گا کہ "نہیں۔ تمہارے بعد یہ لوگ اپنے دین سے پھر گئے اور اسی ارتداد پر قائم رہے۔ پس میں اس وقت وہی عرض کروں گا جو اللہ کے ایک نیک بندے (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) نے کہا۔

"اور میں تو ان کے اعمال سے صرف اس وقت تک واقف تھا۔ جب تک ان میں تھا۔ جب تو نے مجھے اٹھالیا تو تُو ان کے اعمال کا نگران تھا۔۔۔۔ الآیۃ

قرآن حکیم میں بھی ارشاد ہوتا ہے کہ آپ بارگاہ رب العزت میں عرض کریں گے

یَارَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا (الفرقان)

اے میرے پروردگار! میری اس قوم نے اس قرآن کو پیٹھ پیچھے ڈال دیا"

ایک اور حدیث شریف میں ارشاد ہوتا ہے:۔

لَیَرِدَنَّ عَلَیَّ اُقْوَامٌ اَعْرِفُهُمْ وَیَعْرِفُوْنَنِیْ ثُمَّ یُحَالُ بَیْنِیْ وَبَیْنَهُمْ وَاَقُوْلُ اِنَّهُمْ مِنِّیْ فَیُقَالُ اِنَّكَ مَا تَدْرِیْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ فَاَقُوْلُ سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ غَیَّرَ بَعْدِیْ متفق علیہ

"میرے سامنے ایسی جماعتیں آئیں گی جنھیں میں پہچانتا ہوں گا اور جو مجھے پہچانتے

Marfat.com

ہوں گے۔ پھر میرے اور ان کے درمیان پردہ حائل ہو جائے گا۔
میں عرض کروں گا۔ اے اللہ! یہ لوگ تو میری جماعت سے ہیں
جواب ملے گا کہ تمہیں کیا معلوم ان لوگوں نے تمہارے بعد تمہارے
دین میں کیا کیا بدعتیں ایجاد کیں"۔ میں عرض کروں گا "تباہی ہے تباہی
ہے ہر اس شخص کے لیے جس نے میرے بعد دین میں تبدیلیاں کیں"۔

ان آیات و احادیث پر غور کرنے سے مسلمانوں کی حالت آئینے کی طرح
روشن ہو جاتی ہے۔ مسلمانوں کا صرف زبان سے یہ کہنا کہ "ہم مسلمان ہیں" اور
اسلام کو زندہ رکھنا چاہتے ہیں" انہیں دشمن سے نجات نہیں دلا سکتا۔ ہم
باوجود اپنے بلند بانگ دعاوی کے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن ہیں
اور اس دشمنی کے پاداش سے نہیں بچ سکتے۔ مالنا اللہ وانا الیہ راجعون۔
اس لیے مسلمانوں کا فرض ہے کہ انفرادیت ہر ایک اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھے
کہ کہیں ان کا شمار بھی ان فرقوں میں تو نہیں ہے جن کا ذکر اوپر تفصیل سے گزر چکا
ہے۔ اسلام منافقت و مدافعت اور نیم دلی کو پسند نہیں کرتا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ
یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّةً وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ
الشَّیْطٰنِ۔ اے ایمان والو تمام کے تمام اسلام میں داخل ہو جاؤ۔ شیطان
کے نقش قدم پر مت چلو۔

اسلام کو بطور ایک مکمل سسٹم یا نظام زندگی کے قبول کرنے کا نام اسلام
ہے۔ اس کے ایک حصہ کا قبول اور دوسرے کا انکار۔

ایں سرا نده از ال سود ما ندہ

کا مصداق ہے۔

اس لیے اس کے بعد مسلمانوں کو اپنے تحفظ و استحکام کے لیے ان تمام کوششوں

میں سرگرداں ہونے کی ضرورت نہیں۔

ہماری تباہی کی اصل وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی اور عداوت ہے ہم لوگ آپ کی لائی ہوئی ہدایت کی عملی تکذیب کر رہے ہیں اور آپ کی تعلیم کے سب سے بڑے مخالف و معاند ہیں۔ اور اب بھی مسلمانوں کی نجات اور تمام بنی نوعِ انسان کی نجات کا صرف ایک ہی راستہ ہے اور وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اطاعت و اتباع اور محبت ہے۔ اقبال نے کیا خوب کہا ہے ؎

بہ مصطفٰے برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی است

کتاب و سنت سے تمسک ہی وہ مضبوط رسی ہے جو ٹوٹ نہیں سکتی اور جسے پکڑے بغیر بنی نوعِ انسان کا یقینی تباہی سے چھٹکارا ناممکن ہے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

ختم شد

اِرشادِ نبوی
صلّی اللہ علیہ وسلّم

بُرائیوں کے خِلاف جہاد
ایمان کا لازمی تقاضہ ہے

تم میں سے جس شخص نے اپنے معاشرے میں کوئی بُرائی دیکھی اور اسے ہاتھ (یعنی طاقت) سے مٹا دیا، وہ اپنے فرض سے سبکدوش ہو گیا، اور جس نے طاقت نہ رکھنے کی وجہ سے زبان سے اس برائی کے خِلاف آواز اُٹھائی وہ بھی سبکدوش ہُوا۔ اور جو شخص زبان سے بھی احتجاج نہ کر سکا، لیکن کم از کم دل میں اِس بُرائی سے نفرت کرتا رہا تو وہ بھی بَری ہُوا، لیکن یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے

(ترغیب و ترھیب بحوالہ نسائی)

Marfat.com

قابلِ قدر دینی مطبوعات

فتوٰی آمین بالجہر

رفع الیدین

مناظرہ آٹھ تراویح

فاتحہ خلف الامام

گلشنِ رحمانی (منظوم)

مسنون حج وعمرہ

الحزب المقبول (دعائیں وظائف)

رکوع کی رکعت

رسالہ بے نماز

میلاد النبی ﷺ

احکام داڑھی

حقیقۃ الفقہ کامل

مسائلِ زکوٰۃ

حقوقِ والدین

معراجِ نبوی

احکامِ شب برات

خرابیِ سینما

درسِ توحید

تحریکِ وہابیت

خالص توحید

مفصل فہرستِ کتب مفت منگوائیے

ناشران

مکتبہ ایوبیہ، حدیث محل کراچی ۷۴۲۰۰

Marfat.com

گلشنِ اقبال میں گلشنِ محمدی

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے یونیورسٹی روڈ کراچی میں پندرہ ہزار مربع میٹر کے عظیم پلاٹ پر علوم اسلامیہ کی درس گاہ الجامعۃ السّتّاریہ الاسلامیہ کا تعمیری کام جاری ہے۔ طلبہ کی رہائش کے لیے سولہ کمروں پر مشتمل ایک بلڈنگ جدید تہ وریات سے آراستہ مکمل ہو کر زیر استعمال ہے۔ قریبًا دس ہزار مربع فٹ پر دارالتدریس (کلیات الجامعہ) میں پندرہ کمرے اور ایک بڑا لائبریری ہال (المکتبۃ الرحمانیہ) بفضلہ تیار ہو چکے ہیں اور ۲۰۰ طلباء ان میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

عظیم الشان مرکزی جامع مسجد امام ابن تیمیہ ح میں اندرونی دالان اور وسیع وعریض صحن مکمل ہو گیا ہے۔ قریبًا ایک سو فٹ طویل مینار کی تعمیر کا کام شروع ہے۔

جامع مسجد کا تعمیری رقبہ تقریبًا ایک ایکڑ ہے۔ اس عظیم منصوبے کا سنگ بنیاد فضیلۃ الشیخ محمد بن عبداللہ بن سبیل امام وخطیب بیت اللہ الحرام نے نصب کیا تھا۔

طلبہ کی رہائش کے لیے مزید ۴۰ کمرے، لڑکیوں کے مدرسۃ البنات کی تعمیر بہت جلد شروع کی جا رہی ہے۔ ان شاء اللہ۔ اس عظیم منصوبے کی تکمیل وترقی کے لیے انفرادی اور اجتماعی کوشش کی سخت ضرورت ہے۔ آپ خود اس کارِ خیر میں حصہ لیں اور اپنے دوست احباب کو بھی توجہ دلائیں۔ یہ وہ کام ہے جس کا ثواب آپ کے دنیا سے جانے کے بعد بھی آپ کو ملتا رہے گا۔ اس سلسلے میں نقد رقم، سیمنٹ، لوہا، لکڑی وغیرہ جو بھی آپ مہیا کر سکیں ضرور کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو خدمتِ دین کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

ترسیلِ زر کا پتہ:- مولانا حافظ عبدالرحمن سلفی محمدی مسجد امام ابن تیمیہ شارع محمد بن قاسم کراچی ۷۴۲۰۰ - فون: ۲۱۲۰۸۸-۲۱۲۰۱۲ - ۴۲۶۹۰۰

ففروا الی اللّٰہ
تو تم اللہ کی طرف بھاگ چلو

اِنِ الحکم الا للّٰہ
حکم (کسی کا) نہیں مگر اللہ کا

ھَرْدَمُ اللّٰہ

- کوئی کام شروع کریں تو کہیں — بِسْمِ اللّٰہ
- کلمہ پڑھیں تو کہیں — لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ
- گواہی دیں تو کہیں — اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ
- وعدہ کریں تو کہیں — اِنْ شَاءَ اللّٰہ
- کوئی احسان کرے تو کہیں — جَزَاكَ اللّٰہ
- گناہ کا سامان دیکھیں تو کہیں — اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ
- سلام کا جواب دیں تو کہیں — وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَۃُ اللّٰہ
- اچھائی اور حسن دیکھیں تو کہیں — مَاشَاءَ اللّٰہ
- کوئی ڈر ہو تو کہیں — حَسْبِیَ اللّٰہ
- چھینک آئے تو کہیں — اَلْحَمْدُ لِلّٰہ
- جواب میں کہیں — یَرْحَمُكَ اللّٰہ
- شیطان سے بچنے کے لیے کہیں — اَعُوْذُ بِاللّٰہ
- اچھی بات سنیں تو کہیں — سُبْحَانَ اللّٰہ
- خیریت پوچھنے پر کہیں — اَلْحَمْدُ لِلّٰہ
- دُعا کرنے پر کہیں — بَارَكَ اللّٰہ
- جھوٹے پر کہیں — لَعْنَۃُ اللّٰہ
- متاعِ اہلِ نظر — لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

Marfat.com

اسلامی حکومت!

دراصل اسلامی حکومت وہی ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی "الٰہ" اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی "مطاع" نہ مانا جاتا ہو۔ جس میں اسلامی قانون نافذ ہوتا ہو۔ جس میں لوگوں کے تمام کام قرآن وحدیث کے مطابق سرانجام پاتے ہوں۔ کرم

Marfat.com

اَللّٰہ تعالیٰ قبول فرمائے

کتابِ ہٰذا کے مُصنّف رحمۃُ اللّٰہ کی مساعی

کو، کتابِ ہٰذا کے شائع کرنے والوں کی

کوششوں کو، مصنف مرحوم کی اولاد و بنات

کے اعمالِ صالحہ کو، کتاب ہٰذا کی

طباعت و تصحیح وغیرہ

کا اِنتظام کرنے والے اِدارے کی

محنت کو۔

آمین یا رَبّ العٰلمین

یہ کتاب

بغرضِ اشاعت تفسیرِ کلامُ اللّٰہ مُفت دی جارہی ہے

★

Marfat.com

Marfat.com